Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 1 (Jul-Sep 2023)
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

برداشت اور رواداری کی سماجی تشکیل میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کا کردار (عہد جہانگیر کے پس منظر میں ایک تحقیقی مطالعہ)

The Significance of Hazrat Mujaddid Alif Thani in Fostering Social Tolerance and Harmony: A Research Inquiry into the Context of the Jahangir Era

Published:
September 30, 2023

Muhammad Taha Ibrahim Dehlvi
PhD Scholar IIU. Islamabad
Lecturer, Dept of Islamic Studies, the University of Lahore, Lahore
tahadehlvi7863@gmail.com

Hafiz Zakirullah
Lecturer, Dept of Islamic studies, the University of Lahore, Lahore
hafizzakirullah123@gmail.com

Abstract

The article discusses the importance of tolerance and morality in society and highlights the contemporary issue of people being quick to criticize others while ignoring their own shortcomings. It emphasizes the teachings of Sufis, who promote tolerance and discourage prejudice based on language, race, or religion. Sufis advocate for universal human brotherhood and emphasize that all humans are equal in the eyes of God. The article points out the negative impacts of linguistic, racial, and religious biases, such as violence, robbery, and terrorism, prevalent in today's society. It applauds the Sufi approach of eliminating such biases and promoting friendship among people. The Sufis are described as not having biases based on belief, language, or land, rejecting prejudice

CC BY

and narrow-mindedness. Islam is presented as a religion that rejects national pride, linguistic bias, and racial discrimination. The article claims that Islam distinguishes between the people of truth and the people of falsehood, i.e., those who follow the path of righteousness and those who follow the path of injustice. Islam is said to advocate for equal treatment of all humans without discrimination. The author concludes by stating that Islam seeks the hearts of those with sound hearts and calls for compassion without any distinction. The teachings of Islam are seen as a guide to achieving social harmony, emphasizing the importance of patience, tolerance, and morality in building a strong and ethical personality.

Keywords: Formation, Society, Tolerance, Peace, Ethics, Mujaddid Alf Thani, Jahangir.

موضوع کا تعارف واہمیت

اخلاق اور رواداری وہ چیزیں ہیں جن کی ضرورت ہر معاشرے کے لئے ہمیشہ بطور خاص اہم رہی ہیں لیکن دور حاضر کی ایک برائی یہ ہے کہ اس دور کے انسان میں تحمل وبرداشت نہیں، ہم دوسروں کی کوتاہی پر گرفت کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں، لیکن اپنی بڑی سے بڑی کوتاہی کو بھی نظر میں نہیں لاتے۔ دوسروں کو برا بھلا کہنا ہم اپنا حق سمجھتے ہیں لیکن اگر کوئی دوسرا شخص ہمیں ایسی بات کہہ دے جو ہمیں ناپسند ہو خواہ وہ کتنی ہی سچی اور حقیقت پر مبنی کیوں نہ ہو، ہم سیخ پا ہو جاتے ہیں اور مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں، تصوف ہمیں تحمل وبرداشت کی تعلیم دیتا ہے جس کی بدولت ہم دوسروں کی دی ہوئی اذیت کو برداشت کرسکتے ہیں اور یوں ایک اچھی اور مضبوط شخصیت کے مالک بن سکتے ہیں۔ دور حاضر کی ایک بہت بڑی برائی لسانی، نسلی اور مذہبی تعصب ہے۔ اسی کے زیر اثر قتل وغارت اور دہشت گردی جیسی برائیاں آج کے معاشرے میں ہیں جن سے ہر دل دکھی ہے۔ صوفیائے صادق نے ہر قسم کے تعصبات کو ختم کرکے انسان دوستی کا سبق دیا۔ صوفیائے کرام عقیدے، زبان یا زمین کی بنیاد پر کسی سے تعصب نہیں رکھتے، وہ تعصب اور تنگ نظری کو قبول نہیں کرتے، ان کا رویہ اسلام کی روح کے مطابق ہے کہ اسلام مذہبی معاملات میں رواداری، کشادہ نظری اور کشادہ دلی کا داعی ہے، اسلام انسان دوستی کی دعوت دیتا ہے، اسلام کی نظر میں سارے انسان بھائی بھائی ہیں کہ سب آدم کی اولاد ہیں، سب اس خدا کے بندے ہیں جو رحمٰن ورحیم ہے۔ خدا کی صفت رحمانیت میں مسلمان، کافر، مشرک

OPEN ACCESS

اور ملحد سب شریک ہیں یوں خدا کی صفت رحمانیت تمام اہل ایمان کو انسان دوستی کا سبق دیتی ہے، اسلام نے قومی تفاخر، لسانی تعصب اور نسلی تفریق کو مٹا کر حق پرستوں اور باطل پرستوں یعنی اہل حق اور اہل باطل یعنی اہل خیر اور اہل ظلم کی تفریق قائم رکھی ہے اور یہی تو اصل انسانیت ہے، یہی اسلام کا مفہوم ہے، مقصود ہے، اس لئے اسلام ان سب انسانوں کے دلوں کو مطلوب ہے جو صاحب قلب سلیم ہیں کہ اسلام در حقیقت بنی نوع انسان کے دل کی آواز ہے، اس کے ضمیر کی پکار ہے، اسلام بظاہر تو ایک دین ہے، لیکن معنوی طور پر تمام تر حکمت وصداقت اور اخلاق حسنہ ہے، مخلوق خدا سے شفقت سے پیش آنا، تمام انسانوں سے برابری کا سلوک کرنا در حقیقت روحِ اسلام ہے۔ زیر نظر مقالہ بعنوان "برداشت اور رواداری کی سماجی تشکیل میں مجدد الف ثانی کا کردار: عہدِ جہانگیر کے پس منظر میں ایک مطالعہ" میں حضرت مجدد الف ثانی کا تشکیل معاشرت میں کردار، رواداری اور اخلاقیات کے قیام کے لئے ادا کئے جانے والی تعلیمات کو بڑی شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا جائے گا۔

برداشت اور رواداری کا مفہوم

کسی بھی لفظ کے اصلی معنیٰ ذہن نشین کرانے کے لئے اس کے لغوی اور اصطلاحی معانی سمجھنا ضروری ہے۔ اس لیے عدمِ رواداری کے مفہوم کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلے اس کے اصل ماخذ سے اس کی تعریف ضروری ہے۔

رواداری (Tolerance) کا لغوی معنیٰ: رواداری کے معنیٰ کسی بات کو روا رکھنا، رعایت کرنا۔[1] "لغت کے اعتبار سے لفظ رواداری کا معنی ہے کسی فعل کا دوسرے کی رعایت سے جائز رکھنا"۔[2]

رواداری ایک مرکب لفظ ہے، اس کے (پہلے حصے) "روا" کا مطلب ہے جائز، جاری اور مناسب، اور دوسرے حصے "داری" کا مطلب ہے ملحوظ رکھنا۔ دونوں لفظوں کا مرکب معنیٰ ہوگا۔ لحاظ، رعایت، پاس وغیرہ۔[3] رواداری کا لفظ تحمل اور برداشت کے حوالے سے بھی معاشرے میں استعمال ہوتا ہے۔

اسی طرح رواداری کے لیے فارسی زبان کا لفظ برداشت بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ برداشت کا مجموعہ ہے۔ "بر" کا معنی بوجھ اور "داشت" کا معنی "رکھنا" ہے۔ برداشت کا لغوی مفہوم ہے "کسی بوجھ کو سنبھالنا، کسی کا بوجھ اٹھانا"۔[4] اور انگریزی میں اس کے لئے Tolerance کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا آف بریٹانیکا نے Tolerance کے بارے میں کچھ یوں لکھا ہے:

"اصطلاح میں اس کا مطلب لوگوں کی آزادی کا عقلی اور عملی اعتراف ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے۔ اور عربی محاورہ ہے۔ "تعرف الاشیاء باضدادھا" کسی چیز کی پہچان اس کے ضد اور مقابل سے ہوتا ہے۔ لہٰذا رواداری کی اس تفصیل سے عدم رواداری کی لغوی اور اصطلاحی معنیٰ ومفہوم آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے"۔[5]

رواداری کا اصطلاحی مفہوم": رواداری کے اصطلاحی مفہوم کی وضاحت یوں ہے کہ جن افراد کے نظریات وعقائد ہمارے نزدیک

OPEN ACCESS

ٹھیک نہیں ہیں۔ ہم ان عقائد اور اصحاب عقائد کو پورے شرح صدر اور کھلے دل سے برداشت کریں۔ یعنی اپنے آپ کو عدم برداشت کے حامل خطرناک میلانات سے محفوظ رکھیں ان کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھتے ہوئے اس انداز سے تبصرہ اور تنقید کریں جو اُن کے لیے تکلیف دہ نہ ہو اور ان کی ذہنی اور فکری اَذِیّت کا باعث نہ بنے۔ ایسے ہی ان کو عقائد سے باز رکھنے اور ان کے مذہبی معاملات میں جبراً مداخلت نہ کی جائے"۔[6]

عدم رواداری: عدم رواداری کا معنی عدم برداشت، برداشت نہ کرنا یا نہ ہونا۔ عدم تحمّل، عدم تسامح وغیرہ۔ اس کے برعکس عدم رواداری کی وضاحت اس طرح کی جاتی ہے کہ جن لوگوں کے عقائد ہمارے نزدیک درست نہیں ہیں۔ ہم ان عقائد اور اصحاب عقائد کو پورے شرح صدر اور فراخ دلی سے برداشت نہ کریں یعنی اپنے آپ کو برداشت کے رجحانات سے مزین نہ کریں۔ اور ان کے جذبات اور احساسات کا خیال نہ رکھتے ہوئے اس کو اس انداز سے تبصرہ اور تنقید کریں جو اُن کے لیے تکلیف دہ ہو اور ان کی ذہنی اور فکری اَذِیّت کا باعث ہو اس طرح ان کو عقائد سے باز رکھنے اور ان کے مطابق عمل کرنے سے انہیں جبراً روکا جائے۔ اور ان کے مذہبی معاملات میں جبراً مداخلت کی جائے۔

چونکہ لفظ انسان اُنس سے ہے جو کہ میلان اور مل جل کر رہنے کو پسند کرتا ہے۔ دوسرے انسانوں سے الگ رہ کر زندگی بسر کرنا پسند نہیں کرتا۔" انسان معاشرہ کے بغیر معاشرتی اور تمدنی زندگی کو ارتقاء نہیں دے سکتا۔ لہٰذا معاشرت پسندی اور دوسرے انسانوں کے ساتھ مل کر زندگی بسر کرنا انسانی فطرت اور ضرورت ہے۔ کیونکہ معاشرہ مختلف نظریات، مختلف عقائد اور مختلف استعداد والے افراد پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور ہر انسان مختلف فکر اور صلاحیتوں کا حامل ہوتا ہے اور ایک فرد غور و فکر کرتا ہے اور اس کے غور و سوچ کو ختم کرنے کی کوئی دوسرا فرد کوشش کرتا ہے"۔ تو وہ فرد اس کے فطری اور پیدائشی حق زائل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس طریقے سے یہ بات نہیں کہ اپنے لیے ثابت کر رہا ہے۔ اور دوسرے فرد کو نہیں دے رہا بلکہ خطرناک بات یہ ہے کہ فطری حق کے سلب کرنے کے ساتھ ساتھ یہ ایک معاشرتی گناہ کا مرتکب بھی ہو رہا ہے۔ بلکہ ایک جرم کے ارتکاب کی طرف بڑھ رہا ہے"۔ اس طرح کچھ دانشوروں کی رائے کے مطابق Secularism کی اصطلاح کا معنی Religious Tolerance کیا گیا ہے۔ Secular معاشرے میں کسی مذہب کے ساتھ کسی قسم کا تصادم پیدا نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ لادینی سماج میں مذہب کو افراد کا گھریلو معاملہ سمجھا جاتا ہے۔ اور مذہبی معاملات میں کسی بھی نوع کی دخل اندازی کو روا نہیں رکھا جاتا ہے۔ لیکن سیکولرزم پھر بذاتِ خود ایک فکر اور مذہب بن جاتا ہے۔ مثلاً فرانس میں پردے پر پابندی۔ کیا سیکولرزم کا مطلب تو یہ نہیں کہ معاشرے سے دین اور مذہب دور کر دیا جائے۔ بالفاظ دیگر مذہب کے خلاف تحریک سیکولرزم ہے تو یہ خود ایک نظریہ اور عقیدہ ہوا۔ اس طرح سیکولر کا مطلب ایسی ریاست ہے جو کسی مذہب یا عقیدے میں مداخلت نہ کرتی ہو۔ اگرچہ یہ کسی مذہب یا نظریے کے ساتھ اختلاف نہیں رکھتا۔ علاقے کے سب رہنے والوں کو ان کے نظریے اور عقیدے کے عین مطابق مذہبی روایات اور رسومات ادا کرنے کی

CC BY

مکمل آزادی ہوتی ہے۔ اور بغیر کسی فرق عقیدہ و مذہب اپنے علاقے وطن کے تمام باشندوں کو مساوی حقوق دیتی ہے"۔[7]

شیخ مجدد الف ثانی اور برداشت ورواداری

شیخ مجدد الف ثانی کی برداشت اور رواداری پر ملی و دینی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ انہوں نے علماء، صوفیاء اور معاشرے کے دیگر سر کردہ لوگوں کی اصلاح کے لیے جو مساعی کیں ان کے دُور رَس اثرات مرتب ہوئے۔ اسلام اور اسلامی تعلیمات کا احیاء اور تجدید، اکبر کے دین الٰہی کے مقابلے میں دین اسلام کی صحیح تصویر اجاگر کرنا اور اسلامی تعلیمات کو ہندوستانی کثیر مذہبی معاشرہ کے اثرات سے پاک اور محفوظ بنانا انہی کی کوششوں کے ذریعے ممکن ہو سکا۔ ان کی انہی اصلاحی اور تجدیدی کاوشوں کے نتیجے میں علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے انہیں مجدد الف ثانی قرار دیا اور آج دنیا انہیں اسی لقب سے جانتی ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی ۱۷ویں صدی کے علماء و مصلحین میں سے ایک تھے جو اسلامی تعلیمات کی تجدید کا کام کرتے رہے۔ ان کا حقیقت میں بڑا کردار اسلامی تعلیمات کو صحیح طریقے سے لوگوں تک پہنچانا بھی ہے ۔ انہوں نے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں برداشت اور روادای کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے ، برداشت اور رواداری کی سماجی تشکیل میں حضرت مجدد الف ثانی نے تعلیمات کے ذریعے لوگوں میں بہترین اخلاقی اقدار پیدا کیں۔ انہوں نے عدل و انصاف کی بات کی اور لوگوں کے اخلاقی معیارات کو بہتر کیا۔ ان کی تعلیمات میں اخلاقیات، برداشت اور دوسروں کے حقوق کا احترام بڑی اہمیت رکھتا تھا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا کردار برداشت اور رواداری میں مختلف پہلوؤں سے منسلک ہوتا ہے۔ یہاں کچھ اہم نکات ہیں:

- **برداشت اور اخلاقی اقدار :**

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے برداشت اور اخلاقی اقدار کی باتیں کرتے ہوئے لوگوں میں صبر ،شکر اور دوسروں کے حقوق کا احترام کرنے کی تبلیغ کی۔ انہوں نے لوگوں کو اپنی زندگی میں مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے برداشت کرنے کی تعلیم دی اور دوسروں کے ساتھ نیک خلقی اور اچھے روابط قائم کرنے کی راہنمائی کی۔

- **معاشرتی بہتری کی راہنمائی:**

حضرت مجدد الف ثانی نے معاشرتی بہتری اور اخلاقیات پر زور دیا۔ ان کا مقصد معاشرتی بہتری کو برقرار رکھنا اور لوگوں کو دینی اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے راہنمائی دینا تھا۔

- **اکبر بادشاہ کی موت کے بعد برداشت اور رواداری کے بارے مجدد الف ثانی کی نئ حکمت عملی:**

اکبر کی وفات کے بعد ان کے بیٹوں میں جانشینی کا مسئلہ کھڑا ہوا، سلیم (جہانگیر) کو کئی ایسے درباری امراء کی حمایت حاصل ہوگئی جو

CC BY

اکبر کی مذہبی پالیسی کے خلاف تھے۔ اس نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ شریعت کی حمایت کرے گا۔ چنانچہ اکبر کی وفات کے بعد 1014ھ/1605ء میں وہی تخت نشین ہوا۔ شیخ مجدد کو جہانگیر کی تخت نشینی سے مسرت ہوئی، لیکن انہیں یقین نہیں ہوا تھا کہ جہانگیر اپنے وعدے کو پورا کر سکے گا یا اگر وہ کرنا بھی چاہے تو اس کو اس کام کا صحیح طریقہ معلوم ہو گا۔ اس لیے شیخ مجدد نے شریعت سے جہانگیر کے تعلق کو مضبوط کرنے اور اس تک صحیح مشورہ پہنچانے کی کوشش کو اپنا مطمح نظر بنایا۔ شیخ کو ان عناصر کی مخالفت کا بھی اندیشہ تھا جو اگرچہ دب گئے تھے ختم نہیں ہوئے تھے۔ صورت حال کے اس تجزیے کے بعد انہوں نے جہانگیر کے قریبی بڑے عہدیداروں کو خطوط لکھے اور انہیں اسلام اور مسلمانوں کی قابلِ رحم حالت کے بارے میں بتا کر فوری کاروائی کی ضرورت کا احساس دلایا۔ مثال کے طور پر جہانگیر کے استاد اور ملک کے صدر جہاں (م1027ھ/618ء) کے نام ایک خط میں انہوں نے لکھا:

> "اب جبکہ صورت حال بدل چکی ہے، لوگوں کی عداوتیں کم ہو چکی ہیں، اسلامی زعماء، صدر اسلام اور علماء اسلام پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ شریعت کو نافذ کرنے کی کوشش کریں، اسلام کے دو ارکان جو منہدم ہو گئے ہیں ان کو دوبارہ رائج کریں، مجھے اس بات کا شدید احساس ہے۔ اگر بادشاہ شریعت مصطفویہ کے نفاذ کے بارے میں کوشاں نہ ہوں اور اس کے قریبی لوگ اپنے آپ کو اس معاملے میں معذور سمجھیں اور وقت کو اسی طرح گزار دینا چاہیں تو آگے چل کر عام مسلمانوں کے لیے جنہیں کوئی قوت حاصل نہیں ہے زندگی دشوار ہو جائے گی"۔8

ایک دوسرے درباری امیر خان جہاں (م1040ھ/1630ء) کے نام انہوں نے لکھا:

> "جب بادشاہ آپ کی بات غور سے سنے اور اس کو اہمیت دے تو آپ انہیں اہل سنت والجماعت کے عقائد مختصر یا تفصیل کے ساتھ بیان کر دیں تو یہ بڑی بات ہو گی، براہِ کرم بادشاہ کو شریعتِ محمدیہ کے بارے میں بتائیے، اسلام اور مسلمانوں کے دفاع میں جب کوئی موقع ملے تو اس کو ہاتھ نہ دیجئے، اسلام کے اصولوں کا دفاع کیجیے اور بدعت گمراہی پر تنقید کیجیے"۔[9]

جب جہانگیر نے علماء کی ایک چہار رکنی کمیٹی تشکیل دی تو شیخ فرید کو جنہوں نے جہانگیر کی حکومت کو بچانے میں اہم کردار ادا کیا تھا، شیخ مجدد الف ثانی نے لکھا کہ صرف ایک خدا ترس، فاضل و لائق عالم کا انتخاب کیا جائے اگر ایک سے زائد علماء ہوں گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ باہمی چپقلش میں مبتلا ہو کر جہانگیر کو بھی اسی طرح گمراہ کر دیں جس طرح ان سے قبل ان کے باپ کو گمراہ کر دیا تھا۔[10]

شیخ مجدد الف ثانیؒ نے مختلف صوبوں کے اعلیٰ حکام کو بھی اپنے حلقہ اثر حضرات کو اسلام کی طرف متوجہ کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے گجرات کے حاکم شیخ مرتضیٰ لاہور کے نائب قلیچ خاں، بہار کے حاکم لالہ بیگ، دکن کے سالار اعظم عبد الرحیم خانخاناں اور ان کے علاوہ متعدد اہم شخصیات کے نام خطوط لکھے اور ان سے اسلامی تعلیمات کی اشاعت، ایمان کی حفاظت، غیر اسلامی قوانین کی ترمیم، اسلامی ارکان کے احیاء اور اسلام کی معاندانی قوتوں کو دبانے کی درخواست کی اور انہیں بتایا کہ اگر وہ ایسا کریں گے

CC BY

تو آخرت میں اجرِ عظیم سے نوازے جائیں گے، اس لیے کہ وہ حقیقتاً وہ کام کریں گے جس کے لیے انبیاء بھیجے جاتے تھے۔[11]

- **غیر سرکاری سنجیدہ طبقہ میں برداشت اور رواداری کا درس:**

شیخ مجدد الف ثانی نے عامۃ المسلمین یعنی ہر خاص وعام فرد کی انفرادی اصلاح نفس اور اس میں پائی جانے والی اعتقادی کمزوریوں اور عدم برداشت کو دور کرنے پر خصوصی توجہ دی تا کہ معاشرے سے بڑھتی ہوئی عدم برداشت کو روکا جاسکے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے طریقہ دعوت اور صحبت بابرکت میں وہ تاثیر رکھی تھی کہ جو شخص بھی آپ سے تعلق قائم کرلیتا آپ توجہات باطنی اور دعوت سے اس کا تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کرتے تھے۔ اس طرح آپ نے خالص اللہ والوں کی جماعت تیار کی۔ جہانگیر بادشاہ تزک جہانگیری میں لکھتا ہے۔

"اس شخص کی جگہ جگہ کوچے کوچے میں دکانیں کھل گئیں"[12]

یہ دکانیں ذکر اللہ کے حلقے تھے جو مجدد الف ثانیؒ کی کاوشوں سے جگہ جگہ آباد ہورہے تھے۔ لوگوں میں پیار اور محبت بڑھ گیا تھا، ان ذکر الٰہی کے حلقوں کی وجہ سے عوام و خواص کے دلوں میں خالص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت پیدا ہوئی اور معاشرے میں بڑھتی ہوئی عدم برداشت کی جڑیں کمزور ہونے لگیں۔ غرض کہ مجدد الف ثانیؒ نے روحانی فیوض وبرکات جو آپ نے اولیاء اللہ سے حاصل کئے تھے ہندوستان میں سمندر کی طرح بہانا شروع کر دیئے تھے۔ شیخ مجدد الف ثانیؒ سرہندیؒ نے ان ذکر الٰہی کے حلقوں سے لوگوں کے دلوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات کی طرف راغب کیا۔ وہ اپنے ایک مکتوب میں تحریر کرتے ہیں کہ کام کا مدار دل پر ہے۔ اگر دل حق تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے ساتھ گرفتار ہے تو خراب وابتر ہے محض ظاہری عبادت ورسمی اعمال سے ایصال الی المطلوب نہیں ہو سکتا۔ اپنے دل کو اللہ اور آپ ﷺ کے احکامات کے مطابق ڈھالنا اور اعمال صالحہ جو بدن سے تعلق رکھتے ہیں اور شریعت نے جن کے بجالانے کا حکم کیا ہے دونوں درکار ہیں۔ بدنی اعمال صالحہ کی بجاآوری کے بغیر دل کی سلامتی کا دعویٰ کرنا باطل ہے جس طرح اس جہاں میں بدن کے بغیر روح کا ہونا متصور نہیں ہے اسی طرح دل کے احوالِ بدنی، اعمالِ صالحہ کے بغیر محال ہیں۔ اس زمانے میں اکثر ملحد اس قسم کا دعویٰ کئے بیٹھے ہیں کہ بدنی اعمال صالحہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے صرف دل درست ہونا چاہیے۔[13]

شیخ مجدد الف ثانیؒ سرہندیؒ دعوت و تبلیغ کا کام خواص اور امراءوقت تک پہنچانا چاہتے تھے تا کہ ان کے اثرورسوخ سے بادشاہ وقت کو دین اسلام کی حقیقت اور اہمیت کی طرف راغب کیا جاسکے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مجدد الف ثانیؒ نے اس وقت کے رؤساء اور غیر سرکاری سنجیدہ طبقے کو احساس ذمہ داری اور اصلاح احوال اور برداشت اور رواداری کی طرف توجہ دلائی، ان سے بالواسطہ یابلاواسطہ رابطہ قائم کیا تا کہ ان کے ذریعے دیگر اراکین سلطنت اور بادشاہ وقت پر اثرات مرتب ہوں۔[14]

اس سلسلے میں مجدد الف ثانیؒ نے اپنے ایک مکتوب میں جو جہانگیر کی تخت نشینی کے بعد سید فرید بخاریؒ[15] کو لکھا گیا، اپنے آبائے کرام اور خاص طور پر سید الکونین کی تعلیمات پر ثابت قدم رہنے کی دعا دینے کے بعد تحریر کیا۔[16]

OPEN ACCESS
CC BY

گزشتہ زمانے میں کفار غلبہ پاکر دارالاسلام میں کفر کے احکام جاری کرتے تھے اور مسلمان اسلام کے احکام جاری کرنے سے عاجز تھے۔ اگر جاری کرتے تو قتل کر دیئے جاتے تھے جب دولت اسلامی کی ترقی اور موانعات اسلام کا زوال اور بادشاہ اسلام کی تخت نشینی کی خوشخبری خاص وعام کے کانوں تک پہنچی تو اہل اسلام نے اپنے اوپر لازم قرار دے دیا کہ بادشاہ کے مددگار ومعاون ہوں اور شریعت کی ترویج اور مذہب کو تقویت دینے میں اس کی رہنمائی کریں خواہ یہ امداد تقویت زبان سے میسر ہو یا ہاتھوں سے، جس قسم کی بھی امداد مطلوب ہو اس سے دریغ نہ کریں، سب سے بڑھ کر مدد کتاب وسنت اور اجماع امت کے طریق پر شرعی مسائل کو بیان کرنا اور عقائد کلامیہ کو ظاہر کرنا ہے تاکہ کوئی بدعتی اور گمراہ درمیان میں آکر بادشاہ کو راستے سے نہ بہکائے اور کام خراب نہ کردے۔ اس قسم کی امداد علمائے اہل حق کے ساتھ مخصوص ہو کہ جو آخرت کی طرف توجہ رکھتے ہیں۔ علمائے دنیا جن کا مقصود صرف دنیا ہے ان کی صحبت زہر قاتل ہے اور ان کا فساد متعدی ہے۔۔۔ گزشتہ صدی میں جو بلا اسلام کے سرپر آئی وہ اسی جماعت کی کم بختی وبے باکی کے باعث تھی، بادشاہوں کو سیدھے راستے سے یہی لوگ بہکاتے تھے، بہتر فرقے، جنہوں نے گمراہی کا راستہ اختیار کیا، ان کے مقتدا اور پیشرو یہی برے علماء تھے، علماء کے سوا ایسے لوگ بہت کم ہیں جو گم راہ ہوئے ہوں اور ان کی گمراہی کا اثر لوگوں تک پہنچا ہو۔

مجدد الف ثانیؒ کے اس مکتوب سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس وقت خواص وعوام کی بے شمار جماعت آپ کے ساتھ ہے جو انقلاب یا اصلاح حکومت کے لئے فکر مند ہے اور آپؒ جنگ وجدل کے فتنے کو دبا کر یہ چاہتے ہیں کہ ارکانِ سلطنت اور ان کے رفقاء کے ذریعے اس معاملے کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے۔ مجدد الف ثانیؒ کے نزدیک اراکینِ دولت کی اصلاح بادشاہ کی اصلاح سے مقدم تھی کیونکہ معاشرے میں بڑھتی ہوئی ضعیف الاعتقادی کا اصل سبب یہی لوگ تھے۔[17]

بادشاہ جہانگیر کی تخت نشینی کے وقت لوگوں کا ایک جم غفیر مجدد الف ثانیؒ کے ساتھ تھا۔ خود جہانگیر آپ کے متعلق لکھتا ہے کہ ہر شہر اور دیار میں اپنے مریدوں میں سے ایک ایک خلیفہ کو جو دکان آرائی، معرفت فروشی اور مردم فریبی کے طریقے میں دوسروں کے بہ نسبت بہت پختہ ہوئے ہیں، بھیج رکھا ہے اور اپنے لوگوں اور معتقدوں کے نام سے بہت سی چکنی چپڑی نمائشی باتیں لکھ لکھ کر ایک کتاب جمع کی ہے جس کا نام مکتوبات رکھا ہے۔[18]

ان کے علاوہ مجدد الف ثانیؒ نے بعض اہم اور بااثرترین شخصیات جن کے رابطے بالواسطہ یا بلاواسطہ اراکینِ سلطنت وعمائدین سے تھے، ان کو ظاہری وباطنی کمالات اور روحانی مراتب کے درجات پر فائز کیا۔ ان کے ذریعے بھی تبلیغِ دین کا کام لیا اور غیر سرکاری سنجیدہ طبقہ کی اصلاح کی۔[19]

○ ارکان سلطنت کو برداشت اور رواداری کی نصیحت:

مجدد الف ثانیؒ نے ارکانِ سلطنت میں موجود شہنشاہ جہانگیر کے دربار کے جتنے ممتاز رکن سنی المذہب تھے 'سب کو حلقہ بگوش کر رکھا تھا، جن اہم اراکین سلطنت کو دین اسلام کا سچا خادم بنایا ان میں خان اعظم (مرزا کوکہ)، عبدالرحیم خان خاناں (خلف

OPEN ACCESS
CC BY

الرشید بیرم خان خانخاناں)، خان جہاں، خواجہ جہاں، میرزادارب اور قلیچ خان وغیرہ شامل تھے۔[20] آپؒ نے اپنے مکتوبات اور دروس میں ان احباب کو برداشت اور رواداری کا درس دیا یہ تمام لوگ بادشاہ جہانگیر کے خاص عمائدین میں سے تھے، بالخصوص عبدالرحیم خان خاناں عہدِ اکبری سے اتنے ترقی یافتہ تھے کہ گویا آدھی سلطنت کے مالک تھے۔ جہانگیر نے اپنی تزک میں ان کی تعریف بہت اچھے الفاظ میں لکھی ہے۔[21]

عبدالرحیم خان خاناں، مجددالف ثانیؒ سے سلسلہ نقشبندیہ میں باقاعدہ بیعت تھے۔ داراب، خان خاناں کا لڑکا تھا جو شاہجہاں کا رفیق خاص رہا، حتی کہ شاہجہاں کی بغاوت کے زمانے میں شاہجہاں کی حمایت کرتا ہوا شاہی فوج کے ہاتھوں مارا گیا۔ اسی طرح دوسرے حضرات بھی دولت جہانگیری کے ممتاز رکن تھے جو اکبر کے زمانے سے مقتدر حیثیت رکھتے تھے۔ ایک فقیر نے ان شوکت وحشمت کی اونچی چوٹیوں پر رہنے والوں کو کس طرح شکار کر لیا ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے۔

مجددالف ثانیؒ کی کاوشوں کا ہی اثر تھا کہ جہانگیر خصوصی مجالس میں آپ سے وعظ و نصیحت سنا کرتا تھا، اس کے بعد اگرچہ کسی خاص مصلحت کی وجہ سے یا بادشاہ جہانگیر کی عقیدت مندی کے باعث مجددالف ثانیؒ لشکر شاہی میں زیر حراست رہے مگر اس حراست اور لشکر میں موجودگی کا نتیجہ یہ ہوا کہ لشکر میں ترویج شریعت کی ایک روح پیدا ہو گئی۔ خود جہانگیر اتنا متاثر اور عقیدت مند ہوا کہ سرہند شریف مجددالف ثانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خانقاہ میں قیام کیا۔

بادشاہ جہانگیر اپنی تزک جہانگیری میں لکھتا ہے۔

"باغ سرہند مسرت افزائے خاطر گشت، دوروز قیام نمودہ از میر تماشاء آں محظوظ گشتم"

ترجمہ: باغ سرہند مسرت افزاء خاطر ہوا، دوروز قیام کر کے سیر و تماشا سے محظوظ ہوا۔[22]

جہانگیر نے مجددالف ثانیؒ کے پاس سرہند شریف میں دوروز قیام کے متعلق اور کچھ نہیں لکھا مگر حالات مشائخ نقشبندیہ میں تحریر ہے۔ "جہانگیر کے اقبال نے یہاں تک ترقی کی کہ سرہند میں حضرت امام ربانی کے مہمان بنے اور آپ کے باورچی خانے کا کھانا کھانے کا شرف حاصل کیا" مزید لکھتے ہیں۔ "جہانگیر آخر عمر میں کہا کرتا تھا، میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا کہ جس سے نجات کی امید ہو، البتہ میرے پاس ایک دستاویز ہے اس کو اللہ کے سامنے پیش کروں گا۔ وہ دستاویز یہ ہے کہ مجھ سے ایک روز شیخ مجددالف ثانیؒ سرہندی نے فرمایا تھا کہ اگر اللہ ہمیں جنت میں لے جائے گا تو تیرے بغیر نہیں جائیں گے۔[23]

مجددالف ثانیؒ کی کاوشوں اور صحبتِ بابرکت سے بادشاہ جہانگیر صحیح معنوں میں خادمِ اسلام بنا تو اس نے شیخ فرید بخاری جو مجددالف ثانیؒ کے مرید خاص تھے، ان کو حکم صادر فرمایا کہ دربار کے چار دیندار عالم مہیا کیے جائیں جو مسائل شرعیہ بتایا کریں تاکہ کوئی کام خلافِ شرع نہ ہو سکے۔[24] بہر حال مجددالف ثانیؒ نے ایسی فضا پیدا کر دی تھی کہ شاہجہاں اور عالمگیر اپنی کامل دینداری کے ساتھ ایک صدی تک حکومت کرتے رہے اور یہی فضا باقی رہتی اگر عالمگیر کے جانشین فکر و ہمت سے محروم نہ ہوتے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ عہدِ جہانگیر میں عدمِ برداشت عام تھی۔ چنانچہ حضرت مجددالف ثانی نے برداشت اور رواداری کی سماجی تشکیل میں

OPEN ACCESS

اپنے مکتوبات اور دروس کے ذریعے اہم کردار ادا کیا۔

حوالہ جات

[1]- الحاج مولوی فیروز الدین، فیروز اللغات، فیروز سنز لاہور، س ن، ص 891

[2]- مولوی عبدالحق ،اردو لغت ،اردو ترقی بورڈ پاکستان 1982ء، 2/74

[3]- لوئیس مالوف، ترجمہ مولانا عبدالحفیظ بلیاوی، المنجد، مکتبہ قدوسیہ لاہور، 2009ء، ص 636

[4]- المنجد، ص 782

[5]- تاریخ استفادہ: 20-07-23

https://www.britannica.com/topic/toleration

[6]- سید عبداللہ، ڈاکٹر، دیباچہ اقبالیات، اسرار خودی نمبر، اقبال اکادمی پاکستان، جلد 52، شمارہ نمبر 1/3 جنوری تا جولائی 2015، صفحہ 25

[7]- قاضی حسین احمد، اقبال کا تصور قومیت اور ہم، ماہنامہ پیان، البصیرہ، اسلام آباد اپریل 2015ء، ص 12-18

8- شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، ترجمہ: قاضی عالم الدین نقشبندی مجددی، شبیر برادرز، لاہور، 2007ء، 1/390، 391

9- ایضا، 2/1082

10- ایضا، 1/171

11- ایضا، 1/646

12- جہانگیر، نورالدین سلیم، تزک جہانگیری، مترجم سر سید احمد خاں، سرسید اکیڈمی مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، 2006ء، ص 128

13- شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، اثبات النبوۃ، ادارہ مجددیہ، کراچی، 2005ء، ص 481

14- فضیل الرحمن ہلال، مفتی، تصوف میں مجدد الف ثانی کا تصور، ، دارالسلام اسلامی مرکز، مالیر کوٹلہ، ص 124

15- نقشبندی، محمد سعید احمد، مکتوبات امام ربانی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، جناح روڈ کراچی، 1970ء، ص 17

16- ایضا، 1/214

17- سرہندی، احمد بن عبد الاحد، مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، مترجم؛ شاہ، سید زوار حسین، ادارہ مجددیہ، کراچی، 1975ء، 2/148

18- ایضا

19- سرہندی، احمد بن عبد الاحد، مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، مترجم؛ مجددی، عالم الدین قاضی نقشبندی، شبیر برادرز، لاہور، 2007ء، ص 125

20- مروج الشریعت، عبیداللہ خواجہ، مکتوبات، مترجم محمد نذیر رانجھا، خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں میانوالی، 2019ء، ص 215

21- محمد سعید احمد نقشبندی، مکتوبات، امام ربانی اردو، ، مدینہ پبلشنگ کمپنی، جناح روڈ کراچی، 1970ء، ص 125

22- تزک جہانگیری، ص 125

23- ابو البیان محمد سعید احمد مجددی، البینات شرح مکتوبات، مقدمہ از پروفیسر محمد اقبال مجددی صدر شعبہ تاریخ، اسلامیہ کالج لاہور سول لائنز، لاہور، ص 318

24- اطلس، محمد اسعد، الکشاف عن مخطوطات خزائن کتب الاوقاف، مطبعۃ العانی، 1953ء، ص 136-148

CC BY